نمبر ۴۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء مطابق ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

لنگر خانہ کی ضروریات پر توجہ کرو

لنگر خانہ خدا تعالیٰ کی قایم کردہ شاخوں میں سے ایک شاخ ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ لنگر خانہ کی ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں اور اس کے اخراجات ایک سو روپیہ یومیہ سے بھی تجاوز ہو چلے ہیں۔ بعض اوقات لنگر خانہ کی ضروریات حضرت اقدس کی توجہ اوقات میں سخت خلل کا موجب ہوتی ہیں۔ ان دنوں جبکہ گرانی عالمگیر ہو رہی ہے اخراجات لنگر کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے۔ حضرت حجۃ اللہ ایسی تحریکوں کے عادی نہیں اس لئے یکلخت قوم لنگر خانہ کی امداد کیلئے بہت جلد ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ لنگر خانہ کی ضروریات میں سے مہمانخانہ کی توسیع بھی ہے اور نئے اور پرانے مہمانخانہ میں مہمانوں کیلئے جگہ کی سخت تنگی ہے۔ نئے مہمانخانہ میں سے باورچی خانہ اس کے متصل کی سفید زمین میں منتقل کرنے کے لئے جدید کچے مکانات بنوائے جا رہے ہیں اگر قلت فنڈ کی وجہ سے فی الحال ان کو روکنا پڑتا اور اگر بہت جلد یہ مکانات مکمل نہ ہو جائیں تو آنیوالے سالانہ جلسہ پر مہمانوں کے اترنے کیلئے تکلیف پیدا ہوگی۔ اس لحاظ سے بہت جلد ان مکانات کی تکمیل کیلئے بھی روپیہ بھیجنا چاہیے۔ ایک حق پرست اور حق جو قوم کے لئے ضرورت نہیں ہونی کہ اسے زمانہ کے عرفی الفاظ میں توجہ دلائی جاوے۔ حضرت اقدس کے اوقات گرامی میں ایسے امور کو حارج نہیں ہونے دینا چاہیے اسلئے بہت جلد ایسے امور پر توجہ کرنی چاہیے۔ یاد رہے کہ لنگر خانہ کے متعلق ہر قسم کا روپیہ براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام آنا چاہیے اور ضروریات لنگر خانہ کو سب سے اول نصب العین رکھنا چاہیے۔

اور ہر ایک گھر سے باری باری کہانا بھیجا جاتا ہے مہمانی کا یہ حال الجیریا اور مشرقی سوڈان میں ہے۔ مغربی حصہ میں ہر ایک مکان کا ایک حصہ مہمانوں کیلئے ہمیشہ الگ رہتا ہے اپنے مہمانوں کے دل بہلانے میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے سامنے طرح طرح کے جنگی کرتب دکھاتے ہیں۔ کوئی تلوار کو دو انگلیوں سے پکڑ کر اٹھاتا ہے کوئی اسکی دھاری کیطرف سے پکڑ کر اٹھاتا ہے۔ کوئی گھوڑی شکل بناتا ہے طرح طرح کے بڑے بڑے پتھر کندہوں اور پشت اور انگلیوں پر اٹھا کر مہمان کو خوش کیا جاتا ہے۔

بطالان سوڈانیوں کی ایک مشہور رسم بطالان کے نام سے مشہور ہے۔ یورپ میں جنگ ڈوئیل جسطرح سے کیجاتی ہے ویسا ہی سوڈانیوں میں یہ رسم بطالان کے نام سے مشہور ہے اور یہ اکثر عورتوں ہی کی بابت کیجاتی ہے۔ بطالان کا طریقہ یہ ہے کہ جب دو شخصوں میں رقابت پیدا ہوتی ہے تو وہ دونوں ایک ایک مضبوط موٹے ڈنڈے ہاتھ میں لے کے سامنے آتے ہیں۔ ان کے بیچ میں ایک تخت بچھا دیا جاتا ہے اور وہ کپڑے والے ایک دوسرے کی برہنہ پشت پر اپنی قوت بھر زور سے مارتا ہے۔ لوگ اس کے گرد بڑی بھیڑ سے جمع ہوئے رہتے ہیں اور لڑنے والوں کے عزیز و وارث بھی موجود رہتے ہیں۔ انمیں سے جو صدمات ضرب سے آخر گر جاتا ہے اسکی شکست ہوتی ہے۔ اس کے وارث اس کو اٹھا لیجاتے ہیں۔ یہ رسم عوام الناس میں عام ہے اور خصوصیت قبیلہ ابی ہرخ میں زیادہ مروج ہے۔ جو غالب رہتا ہے۔ عورت اسی کو مل بھی جاتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بطالان میں شریک ہونیوالے دو سے زیادہ ہی ہو جاتے ہیں اور ڈنڈے لیکر ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انمیں سے پہلا ایک صف کے سامنے آتا ہے اور ہر ایک کے ڈنڈے لگکر اپنی جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اسیطرح سب باری باری مارتے اور کھاتے ہیں۔ کبھی کبھی جس عورت کی بابت یہ لڑائی ہوتی ہے۔ وہ بھی تماشا دیکھنے کو موجود رہتی ہے۔ اگر ان میں سے اثنائے جنگ میں کسی کی جرأت اور صبر سے محبت اس کے دل میں آ گئی تو وہ اپنا کنگن اتار کر اسی مجمع میں اس کو حوالے کر دیتی ہے یہ اس کا ثبوت ہے کہ اس مرد سے اسے محبت ہے۔ اس وقت یہ خوش نصیب یا بد نصیب شخص کنگن اپنی ہتھیلی پر رکھکر ہاتھ بلند کرتا ہے۔ اور اپنی محبوبہ کے سر پر رکھکر کہتا ہے کہ کامیابی کی تم مجھے خوشخبری دو میں بھی دس ہنٹوں کا بہائی ہوں۔ اسوقت فوراً مجمع میں حرکت ہوتی ہے۔ اور حریف اس کو نیچا دکھانے کی سعی کرتے ہیں۔ اس خاص وقت کا طریقہ جنگ بدل جاتا ہے اور ایک ایک شخص اگر آستین کندہوں پر ہاتھ رکھکر ڈنڈے اس کے لگاتے ہیں۔ جب تک ناقابل تحمل نہیں ہوتا برابر مارے جاتے ہیں۔ جب تھک جاتے ہیں تو دوسرے کی باری آتی ہے۔ بس اسی میں جو کھڑا رہ گیا اسے کامیاب سمجھنا چاہیئے۔

اگر کوئی نوجوان شخص کسی عورت پر عاشق ہو گیا تو اظہار عشق کا یہ طریقہ ہے کہ فوراً چھری نکال کر اپنے بازو اور پشت سے خون نکالکر عورت کا سر اور کپڑا بالکل اس سے رنگین کر دیتا ہے اس وقت ایک دوسرا شخص اس کو اس حرکت سے باز رکھتا ہے۔ اور خون لیکر اسکی معشوقہ کی پیشانی پر لگا دیتا ہے۔ بس عشق کی تکمیل ہو گئی۔ عورت بھی پھولی نہیں سماتی اور اپنے عاشق کو صادق سمجھ لیتی ہے اور اپنی ہمجولیوں میں بڑے فخر و ناز سے اپنے عاشق کی داستان بیان کرتی ہے۔

ان کے عشق و محبت کا حال بھی عجیب و غریب ہے اور اس میں ابنائے بادیہ کی غیرت و حمیت کا پورا پورا خمیر موجود ہے۔ چونکہ وہ عورتوں اور اپنے معشوقوں کی آنکھ کی تشبیہ ہرن سے دیتے ہیں۔ اس لئے کبھی وہ ہرن نہیں مارتے۔ اور نہ اوس کا گوشت کہاتے ہیں۔ اگر کسی شکاری نے ہرن پکڑ لیا ہے تو فدیہ دیکر اُسے چھوڑا دیتے ہیں۔ میدان جنگ میں بڑی پامردی سے اترتے ہیں اور اپنی معشوقہ کا نام لے لیکر بڑی جرأت سے مشغول بہ پیکار ہوتے ہیں۔ عورتیں بھی اپنے مردوں کو خوب خوب بڑھاوے دیتی اور غیرت دلاکر لڑاتی ہیں۔

مہدی کا فتنہ جو آخر میں برپا ہوا اس کا نتیجہ سوڈانیوں نے بہت بھگتا۔ اور ان میں اب قابل نفرت خصلتیں پیدا ہو چکی ہیں جو قانوناً واجب الترک ہیں۔ اور ابنائے بادیہ کے لیے ایسے خصائل سے بہت بعید ہیں۔ مگر وہ تا کذب و تملق کا رنگ پھیل گیا ہے۔ (دبدبۂ آصفی)

ضروری یاد دہانی

سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے اس لئے تمام احمدی انجمنوں کیخدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے ہاں سے آنیوالے احباب کی تعداد سے فوراً اطلاع دیدیں تاکہ ضروری انتظام کے لئے غور کرنیکا موقع ان لوگوں کو ملسکے جو اس تقریب پر خدمت احباب پر مامور ہوئے ہیں۔ عین وقت پر مہمانوں کے اتارنے اور ٹھہرانے کی جگہ کی تجویز میں دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں جہاں احمدی انجمنیں قائم ہیں وہ اپنے ضلع کی انجمن کے سکرٹری صاحب کو اُسقدر تعداد کی اطلاع دیں جسقدر احباب قادیان آنیوالے ہوں۔ انجمن ہائے ضلع کے سکرٹری صاحبان راقم الحروف کو اطلاع دیدینگے۔ اور اسطرح انتظامی امور میں سہولت ہوگی۔ ایسی تمام اطلاعیں ۱۵ دسمبر ۱۹۰۷ء تک مجھے پہنچ جانی ضروری ہیں۔

ایسا ہی تمام احمدی بھائی یاد رکھیں کہ جو احباب قادیان آئیں وہ اپنا بستر اور لحاف ساتھ لائیں لحافوں اور بستروں کا کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ اسمیں ہرگز فروگذاشت نہ کیجاوے۔

پہلے بھی لکھا گیا ہے اور اب پھر یاد دلایا جاتا ہے کہ مہمانخانہ میں غریب اور نادار مہاجرین اور بعض مسکین اور یتیم طلباء اور بعض دوسرے نادار طلباء کیلئے لحافوں اور گرم کپڑوں کی حاجت ہے جو احباب اس کار خیر میں حصہ لیں عنداللہ ماجور ہوں گے

یعقوب علی سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ست بچن ۱۰ر۔ آریہ دھرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت ازبام کر دیا ہے۔ خصوصیت کیساتھ جوابدیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب قیمت ۲ر۔ نور القرآن حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۸ر۔ فیصلہ آسمانی۔ قیمت ۲ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے قیمت فی پارہ ۱عہ۔ سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا ہے قیمت ۴ر۔ حصہ دوم ۴ر

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ۲ر۔ برہان الحق قیمت ۳ر۔ محامد المسیح قیمت ۳ر۔ خطبات کریمیہ قیمت ۴ر۔ تفسیر سورہ تبت قیمت ۳ر۔ نمونہ قرآن مجید ۳ر

المشتہر

مینیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

لاکھوں روپیہ کمانے کا سہل طریق

اگر آپ خوشنودی پبلک کے علاوہ لاکھوں روپیہ کمانا چاہتے ہیں تو حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور کے ایجاد کردہ تریاق طاعون کی شیشیاں منگا کر فروخت کریں جس کے کمیشن و منافع سے آپ مالامال ہو سکتے ہیں اس تریاق بینظیر و سریع الاثر۔ مجرب المجرب کی خاصیت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ بطور حفظ ما تقدم استعمال کرنے سے طاعون و جملہ امراض وبائیہ سے امن رہتا ہے اور اگر مبتلائے طاعون کے کانوں میں بخار شروع ہوتے ہی اس کے چند قطرات ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کی جائے تو سردرد و بخار چند منٹ میں دور اور سرسام و گلٹی کا خطرہ کافور اور تمام جسم میں جلد صحت و سرور حاصل ہوگا۔ تمام مرغوبی بالخصوص بچوں اور ان کیلئے جن کو بے ہوشی یا بندش گلو کے باعث دوا حلق سے اترنا محال ہو جاتا ہے یہ تریاق نعمت غیر مترقبہ ہے تعمیم افادہ کے لئے بشرط حلفی اقرار عدم افشاء اداء فیس اس کا تیار کرنا بھی سکھا دیا جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ مگر ان اشخاص سے جو ایجنٹ ہو کے یا سیکھنے کے ارادہ سے بغرض تجربہ منگائیں۔ نصف قیمت

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہیں نمونہ اخبار ذریعہ [illegible] سے مطلع فرمائیں۔

المشتہر

فتح الدین کارخانہ تریاق طاعون مقام موکل ضلع لاہور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مخموروں کی تیز و طراری مظلوموں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں کہ ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اسمیں کچھ بھی دھوکہ ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہو جائیں گے اور ہر قسم کی بادیہ شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو طلب فرمائیں۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ۔

طلاء طلسمی۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیوں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ عہ دو روپیہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم [illegible] حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

سرپرستان الحکم سے ایک ضروری مشورہ

(بار ثانی)

میں اس امر کو ہمیشہ اپنے لئے موجب فخر و مباہات اور باعث سعادت و نجات یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق دی کہ آج سے قریباً گیارہ سال پیچھے (جبکہ احمدی قوم کی تعداد ہینڈرڈز کے اندر محدود تھی جب اس پر ہر قسم کے حملوں کی یورشیں ہو رہی تھیں) اجرائے الحکم کا نہایت نازک اور خطیر بوجھ اٹھاؤں۔ سرپرستان الحکم میں ایک معقول تعداد ایسے بزرگوں کی ہے جو یوم اشاعت سے اس کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن دشوار گذار اور پرخطر راستوں سے وہ ہو کر نکلا ہے وہ ساتھ رہے اگرچہ بعض بعض مقامات اور قدم پر اس کا ساتھ ناگوار بھی معلوم ہوا مگر اس میں کوئی ایسی طاقت جذب اور دلربائی تھی کہ وہ اسکی آبلہ پائی۔ کمزوری اور بے بسی کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے عزم اور ہمت کو بڑھتے ہوئے دیکھکر ساتھ نہ چھوڑنے پر مجبور رہے اور آج ہیں اور مجھے یہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے کہ وہ پودہ جو غیر ذی زرع وادی میں لگایا گیا تھا نشوونما پا رہا ہے اور اس کے شیریں پھل دل و دماغ کو لذت اور سرور بخشتے ہیں اس کامیابی کو دیکھ کر بے اختیار میرا سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے

اور للہ الحمد

کہنا پڑتا ہے اگرچہ جس مقام پر الحکم پہونچنا چاہیئے وہ منزل ابھی دور ہے لیکن دوری منزل کے ساتھ ساتھ اس کے پاؤں میں قوت اور عزم میں صلابت پیدا ہوتی جاتی ہے جس پر نظر کر کے یہ کہدینا مشکل نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید اسیطرح شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں کہ میں اور میرے وہ سرپرست اور وفادار دوست جو یوم اول سے میرے ساتھ ہیں اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس قابل دیکھ سکیں کہ لاکھوں انسان اس کے سایہ میں اتر کر اس کے شیریں پھلوں سے سیر ہوں اور حمد الٰہی کے گیت گائیں۔ یہ مضمون میں نے اس غرض سے لکھنا نہیں چاہا کہ سرپرستان الحکم کو الحکم کے اجرائے اور اس کے تدریجی نشوونما کی تاریخ سناؤں۔ بلکہ اس مضمون کو میں الحکم کی دس سالہ رپورٹ میں انشاء اللہ لکھونگا اس وقت میں ایک نہایت ضروری غور طلب امر اپنے ناظرین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جسکی تحریک کئی دن سے میرے قلب میں ہو رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ سرپرستان الحکم اس کو نہایت غور سے پڑھیں گے۔

جسطرح آج سے گیارہ سال پیشتر ایک ہفتہ وار اخبار کی ضرورت تھی وہ ضرورت اب ہفتہ وار سے بڑھکر یومیہ ضرورت سمجھی جاتی ہے اور باقی رہا قومی اخبارات میں ایک روزانہ پرچہ کی ضرورت کا اظہار مختلف صورت میں ہوا ہے اس سے پہلے الحکم کے روزانہ کر دینے کے لئے ہی ایک دو مرتبہ تہیہ کیا گیا مگر سال گذشتہ میں تو بڑے زور سے طیاری ہی ہو گئی لیکن ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے وہ ارادہ مجھے ملتوی کرنا پڑا اس لئے کہ میں دیکھتا تھا کہ جبکہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بہت سی مشکلات اور دقتیں ہیں تو روزانہ اخبار کے لئے تو ان مشکلات کا ساتھ گنا بڑھ جانا ضروری ہے مگر اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان مشکلات میں سے چھپائی کی مشکلات کو آسان کر دیا ہے تو یہ تحریک میرے دل میں جوش مارتی ہے۔ سال گذشتہ میں جب روزانہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا تھا تو میں نے ایک سو درخواستوں کے آجانے پر اس کے اجرا کا بندوبست کر دینا چاہا اور ایسی قلیل اشاعت میں دو روپیہ ماہوار قیمت رکھی گئی تھی مگر اب جہاں روزانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس کے ساتھ ہی عالمگیر قحط کی ڈراؤنی شکل میرے سامنے ہے اور قومی ضروریات کا ایک انبار جو نظر آتا ہے ایسے حالات میں میں حوصلہ نہیں کرنا چاہتا کہ قوم کے افراد کو خواہ انکی تعداد کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو ایک جدید خرچ کے لئے تحریک دلاؤں البتہ یہ خیال ہے کہ ہفتہ وار کی بجائے ہفتہ میں دو مرتبہ کر دیا جاوے تو اس انداز سے اس وقت بھی ہمارے ہاتھ میں گویا ہفتہ میں ۳ بار اخبار کی حیثیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایک ہفتہ وار اخبار ہوا اور دوسرا دو بار۔ اسطرح ہفتہ میں تین اشاعتیں ہو جاتی ہیں اور اس طریق سے اخراجات کا بھی بہت بوجھ نہیں پڑتا اس صورت میں اگر اخبار میں دو بار کر دیا جاوے تو اسکی ہر ایک اشاعت ۱۲ اور ۱۶ صفحہ کی ہوگی اور قیمت میں عہ کا اضافہ کیا جاوے گا۔ مگر ہفتہ میں اخبار کا دو بار کر دینا ہی نرا کافی نہیں جب تک کہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع نہ ہو جسقدر خریداروں میں اضافہ ہوگا اسی قدر اس کے اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں تمام سرپرستان الحکم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک دو دو جدید خریدار دسمبر ۱۹۰۷ء تک بہم پہونچاوے اور جو مندرجہ بالا تجویز کے ساتھ متفق ہوں انہیں ضرور اطلاع دینی چاہیئے۔ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا پرچہ جو حسب معمول وی پی بھیجا گیا ہے اس میں اضافہ قیمت شامل نہیں ہے بلکہ وہی پرانی قیمت وصول کی گئی ہے اور ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۷ء کے پرچہ میں اسی تجویز کے عملدرآمد کا قطعی فیصلہ شایع کر دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز اگر روزانہ کے لئے درخواستیں آئیں تو پھر روزانہ کے سوال پر بھی غور ہو سکیگا بہر حال خریداروں کی تعداد بڑھانے کے لئے پوری سعی کرنی چاہیئے۔ آخر میں مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ بعض احباب سہل انگاری سے مطبع کے مرسلہ وی پی واپس کر دیتے ہیں کیا سال بھر کی دماغ سوزی اور جگر کاری کا یہی صلہ ہونا چاہیئے قومی اخبارات اس قسم کے نقصان برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ۱۰ دسمبر کا پرچہ جن احباب کی خدمت میں بذریعہ وی پی پہونچیگا وہ اسے فوراً وصول کریں گے جس سے کارخانہ سال آیندہ کے لئے انکی خدمت گذاری کے لئے طیاری کر سکیگا۔ چنانچہ اس سال وہ دیکھ چکے ہیں کہ کاغذ وغیرہ کا اکٹھا ذخیرہ جمع کر لینے کی وجہ سے مشکلات کا کم سامنا ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ سال آیندہ کے لئے سال بھر کا کاغذ اکٹھا لیا جاوے اس لئے ہر شخص ممکن امداد سے دریغ نہ کریگا۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ سال نو سے انشاء اللہ اخبار بڑی سائز (تقطیع) پر شایع ہوگا کیونکہ مشین کے آجانے کی وجہ سے چھپائی کی دقت نہ رہیگی اور چھپائی بھی عمدہ ہوتی جائیگی۔

بالآخر اخبار کو باوقعت اور موقت الشیوع اور کثیر الاشاعت بنانا بدیں ناظرین کی سعی کو چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل کا محتاج ہے ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہو نعم المولیٰ و نعم الرفیق۔

لاہور میں مذہبی کانفرنس

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ امسال لاہور کی اندرونی آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب پر مذہبی مباحثہ کو مذہبی کانفرنس کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس قسم کی مذہبی کانفرنس کی آریہ سماج میں گوجرانوالہ گورو کل کے پچھلے سالانہ جلسہ میں بنیاد رکھی گئی تھی ورنہ اس سے پہلے دہرم پرچار (مباحثہ مذہبی) کے لئے آریہ سماجوں میں ایک وقت رکھا جاتا تھا جہاں دس دس پندرہ منٹ میں سوال و جواب ہوا کرتے تھے ہم متعدد مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں اور قادیاں کی آریہ سماج کے ایک سالانہ جلسہ کی تقریب پر جبکہ پنڈت رام بہجدت چودہری بھی موجود تھے ہمیں عام جلسہ میں کہنے کی ضرورت پڑی تھی کہ یہ طریق نہایت فضول اور نامعقول ہے کہ مرغوں اور بٹیروں کی طرح مقابلہ ہوتا ہے یا قماربازوں کی طرح چند منٹوں میں مذہب جیسے عظیم الشان اور انسانی زندگی کے مقصد اعظم کا فیصلہ کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے اگر آریہ سماج حق جوئی کا کچھ بھی مادہ رکھتی ہے جیسا کہ وہ ظاہر کرتی ہے تو اسکی بہترین صورت اختیار کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ایک مضمون مقررہ پر ایک مذہب کا معتقد اپنا مضمون دل کھول کر پڑھے اور پھر دوسرا تیسرا علیٰ ہذالقیاس۔ اس وقت آریوں کو میرا کہنا ناگوار معلوم ہوا تھا۔ مگر سالہا سال کے تجربے نے آخر ان کو اس اصل کی خوبی کو کلی طور پر تسلیم کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اور جس کانفرنس کی بنیاد گوجرانوالہ میں رکھی گئی تھی لاہور میں اس پر کام شروع کیا گیا ابتداً اس کانفرنس کو بھی وہی پرانا اکھاڑا بنانے کا خیال رکھا گیا تھا مگر میں نے جب اس پر ریمارک کیا تو لاہور کی اندرونی سماج (جس سے مراد گورو کل پارٹی ہے) نے دو گھنٹہ وقت مقرر کر دیا۔ اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ مقرر کیا۔

اس کانفرنس کے لئے پہلے راجہ دہیان سنگھ کی حویلی تجویز ہوئی تھی مگر بعد میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر آریہ سماج کو اپنے ہی مندر واقعہ وچھووالی میں اس کا اہتمام اور انصرام کرنا پڑا۔ یہ کانفرنس ۲ر ڈسمبر ۱۹۰۷ء سے لیکر ۴ر ڈسمبر ۱۹۰۷ء تک ہر روز چار گھنٹہ ہوتی رہی۔ مضمون جس پر مضامین پڑھے جانے تجویز ہوئے تھے وہ

کیا کوئی کتاب الہامی ہو سکتی ہے اور اگر ہے تو کونسی؟

تھا۔ ۲ر ڈسمبر ۱۹۰۷ء کو سناتن دہرم اور عیسائیوں کی طرف سے مضمون پڑھا گیا اور ۳ر ڈسمبر ۱۹۰۷ء کو برہموؤں اور مسلمانوں کی طرف سے اور ۴ر ڈسمبر کو خود آریوں کی طرف سے۔

جیسا کہ الحکم کے پڑھنے والوں کو معلوم ہے حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھی آریہ سماج لاہور نے مضمون مذکور پر تقریر کرنے کے لئے التماس کیا تھا اور بعض سخت مخالف بھی بذریعہ تحریر درخواست کر چکے تھے کہ حضرت اقدس اس مضمون پر لکھیں اگرچہ بڑے محرک تو یہی لوگ تھے مگر خود حضرت اقدس کی حمیت و غیرت اسلام کسی ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی جہاں اسلام کی سچائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کی تقریب ہو۔

لیکن تو تو میں میں کے مباحثوں اور جلسوں کو کبھی حضرت اقدس نے پسند نہیں فرمایا بلکہ عموماً ایسے مناظروں اور مباحثوں کو

مذہبی تکرار بازی

کے نام سے نامزد کیا کرتے ہیں۔ موجودہ کانفرنس نے جب موزوں صورت اختیار کر لی تو حضرت حجۃ اللہ نے بھی اس تقریب پر ایک

جامع مضمون

لکھنے کا ارادہ فرمایا اور وعدہ کر لیا کہ انشاء اللہ العزیز ہم مضمون لکھیں گے چنانچہ آریہ سماج نے ۳ر ڈسمبر ۱۹۰۷ء کی شام کو ۸ بجے سے دس بجے تک مضمون مذکور کے پڑھنے کے لئے مقرر کیا جس کا عام اعلان میں ۳۰ر نومبر کو کر سکا۔

بہرحال ۳ر ڈسمبر کو وہ مضمون پڑھا گیا۔ اور اس مضمون کو سننے کے لئے ہماری اپنی جماعت کے بہت سے احباب جنہیں موقع مل سکا اور وقت پر اطلاع ہو سکی لاہور پہنچ گئے۔ اپنی جماعت کے لئے لاہور کی انجمن احمدیہ نے باوجودیکہ وقت نہایت ہی تنگ تھا مگر حتے الوسع نہایت سعی اور سرگرمی سے مختلف مقامات پر احباب کو اطلاع دی کہ

انہوں نے اپنے بھائیوں کے اترنے کیلئے پورا انتظام کیا ہے

خوش قسمتی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مشہور و معروف وکیل جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کے مکانات ریلوے سٹیشن سے بہت ہی قریب حال ہی میں تعمیر ہوئے ہیں جو بہت وسیع اور فراخ ہیں اس لئے انجمن احمدیہ لاہور نے ان مکانات کو مہمانوں کے اترنے کے لئے تجویز کیا۔ اور سب احباب وہیں ٹھہرے۔

اس تقریب پر انبالہ۔ لودہیانہ۔ کپورتھلہ۔ قادیاں۔ سیکھواں۔ ہرسیاں اوجلہ۔ امرتسر۔ اجنالہ۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ ضلع گجرات اور کئی مقامات سے احباب حاضر ہوئے تھے اور کئی سو کا مجمع تھا۔ مگر نہایت خوشی اور مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاہور کی جماعت نے اس موقع پر جس فراخدلی اخوت اور مہمان نوازی کے ساتھ

اپنے بھائیوں کی مدارات کی

وہ نہایت ہی قابل قدر اور شکرگذاری کے لائق ہے کچھ شک نہیں انہوں نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ کیا ایسی محبت اور یگانگت اور ایثار پیدا ہو سکتا ہے جب تک کسی قوم کا تزکیہ کرنیوالا

کوئی مزکّی نہ ہو

دنیا میں اس وقت برادرہڈ (اخوت) کے لئے ہر طرف سے چیخ پکار ہو رہی ہے اور ہر پلیٹ فارم سے اسی کی صدائیں آتی ہیں مگر کوئی بتائے کہ کیا جس طریق پر اخوت کا رنگ پیدا کرنے میں خدا کا برگزیدہ رسول کامیاب ہوا کوئی اور بھی ہے؟ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اسکی نظیر نہیں ملے گی اور یہ ایک ادنی ثبوت ہے ہمارے امام کی صداقت کا

بہرحال

جماعت لاہور نے اپنے بھائیوں کو مہمان نہیں بھائی بنا کر رکھا اور کسی قسم کی تکلیف احباب کو نہیں ہوئی جس کے لئے میں بحیثیت خادم قوم جماعت کی طرف سے انجمن احمدیہ لاہور کا شکریہ ادا کرتے کہتا ہوں

جزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا وفی الآخرۃ

حضرت اقدسؑ کا مضمون پڑھنے کے لئے حضرت حکیم الامۃ مقرر ہوئے تھے اور چونکہ حضرت حکیم الامۃ بوجہ پیرانہ سالی اور بعض امراض کے متواتر حملوں کیوجہ سے ضعیف ہوگئے ہیں اس لئے یہ بھی تجویز ہوا تھا کہ کچھ حصہ مضمون کا حضرت حکیم الامۃ پڑھیں اور کچھ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور پڑھیں۔

اس موقعہ پر میرے محسن و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آتی اور انکی یاد سے دل میں ایک چوٹ لگا جاتی ہے آہ!

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں جانے ہمیں کیا یاد آیا

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ ایک عام مجمع میں حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا جانیکو تھا۔ اور ابھی حضرت اقدسؑ نے مضمون لکھا بھی نہ تھا کہ مضمون کے پڑھنے کا سوال قابل غور ٹھہرا۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور مختلف نام پیش کئے گئے مگر حضرت اقدسؑ نے صرف دو شخصوں کو منتخب فرمایا۔

حضرت حکیم الامۃ اور مولوی محمد علی صاحب

حضرت حکیم الامۃ کے متعلق تو فرمایا کہ اس وقت اگر مولوی عبدالکریم صاحب بھی زندہ ہوتے تو بھی میں مولوی صاحب ہی کو ترجیح دیتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب بھی مولوی صاحب ہی کے شاگرد اور خوشہ چین تھے۔

فی الحقیقت حضرت حکیم الامۃ کی وسعت معلومات آپ کی وجاہت آپکی ثقاہت اخلاص اور مذہبی دنیا کے حالات سے آگاہی اسپر قادر الکلام اور قوی القلب ہونا ایسے منصب کے ہر طرح قابل ٹھہراتا ہے۔ بڑے سے بڑے مجمع اور کسی مقرر اور سپیکر کا کوئی اثر اور رعب آپ کے قلب پر نہیں پڑ سکتا۔ جو دل خشیت الٰہی سے معمور ہو وہ حقیقی علوم کا مورد ہو جاتا ہے اور دنیا کے کسی انسان کا اسپر رعب نہیں پڑ سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق فرمایا کہ بے شک یہ اس قابل ہیں ان کے بیان میں ایک شیرینی ہوتی ہے اور ان کے معلومات بھی وسیع ہیں اور میں پسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ مضمون پڑھیں لیکن مولوی صاحب کی صحت ان دنوں اچھی نہ تھی۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب جہیر الصوت اور ایسے جلسوں میں بولنے کے عادی ہیں اس لئے حضرت حکیم الامۃ کے معین وہ قرار پائے۔

۲۴ر نومبر ۱۹۰۷ء کو حضرت اقدسؑ نے مذکورہ بالا مضمون پر قلم اٹھایا اور ۲ر دسمبر کی صبح تک چند گھنٹوں میں ۸۶ صفحہ کا ایک مبسوط مضمون لکھدیا۔ چند گھنٹے اس لئے کہا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے ان ایام میں اپنے معمولات کو نہیں چھوڑا برابر سیر کے لئے نکلتے تھے اور دوسرے ضروری کام ڈاک کا پڑھنا اور نمازوں کے لئے باہر آنا۔ لنگر خانہ کی ضروریات کا تہیہ اور دعاؤں کے لئے اوقات غرض جو مشاغل حضور کے پہلے تھے ان میں کوئی کمی نہیں آئی اور چند گھنٹوں میں یہ رسالہ لکھا گیا۔ پھر اسکی کاپیاں اور پروف بھی آپ ہی پڑھنا ان کے ساتھ تھا اور ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ کیسی تائید الٰہی ہے کہ ایسے سامان قادیان جیسے گاؤں میں میسر آ گئے کہ ادہر حضرت اقدسؑ مضمون کی تحریر سے فارغ ہوئے اور ادہر چند ہی گھنٹے بعد کل مضمون

چھپ کر طیار ہو گیا

ایسی تائید الٰہی صادق کے سوا کاذب کو نہیں مل سکتی۔ اس تائید سے قرآن کریم کی صداقت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر

میرا ایمان تازہ ہو گیا

۲ر دسمبر کو ۱۰ بجے کے قریب حضرت اقدسؑ نے حضرت حکیم الامۃ کو روانہ فرمایا اور خود مشایعت کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ یہ امر بھی حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ایک کھلا نشان ہے اور

اخلاقی معجزہ ہے

ہر ایک آنکھ اسے نہیں دیکھ سکتی اور ہر ایک دل اسکو نہیں سمجھ سکتا۔

ناظرین

ان تمہیدی امور کے بیان کے بعد اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کانفرنس کے پنڈال میں چلیں۔ ۲ر دسمبر کے جلسہ میں میں موجود نہ تھا۔ اس لئے اسکے متعلق میری چشمدید واقعات کی بنا پر کوئی رائے نہیں تاہم جو کچھ معتبر ذرائع سے میں نے سنا وہ یہ ہے کہ

حاضری معمولی تھی۔ سناتنی بزرگ کا مضمون حاضرین کی دلچسپی اور توجہ حاصل نہ کر سکا۔ اور اسے ادھورا ہی چھوڑ دینا پڑا۔ اور یہ بھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج کی اس کانفرنس کیطرف سے اعلان کیا گیا کہ جسقدر مضمون سنایا گیا ہے اتنا ہی رپورٹ میں شائع ہوگا۔ اس امر کے بیان کرنے کی مجھے اس لئے ضرورت پڑی کہ آریہ وکیل کے مضمون کا ایک حصہ بھی مجلس میں پڑھا نہیں گیا اس لئے وہ بھی رپورٹ میں درج نہیں کیا جائیگا اسپر مفصل بحث اصل مقام پر کریں گے۔

سناتنی کے بعد پادری علی بخش صاحب اور ریورنڈ ٹھاکر داس نے اپنے اپنے مضامین پڑھے پادری علی بخش اور ٹھاکر داس کے مضامین میں ویسا ہی فرق بتایا جاتا ہے جتنا یسوع کی الوہیت اور انسانیت میں۔ اول الذکر کا مضمون عیسائیت کے نئے رنگ میں تھا اور ٹھاکر داس کا پرانی عیسائیت کا ویسا ہی نمونہ تھا جیسا کہ دونوں بولنے والے نئی اور پرانی پود کے نمونے ہیں مگر علی بخش صاف بولنے والا اور گھبرانے والا نہ تھا برخلاف اس کے جن لوگوں نے پادری ٹھاکر داس کو اس کی تصنیفات میں دیکھا ہے وہ اس کی اس تقریر کو سنکر سخت مایوس ہوئے اور انہوں نے بولتے ہوئے ٹھاکر داس اور تحریر و میں نمودار ٹھاکر داس کو متغایر پایا۔

اس کانفرنس میں دراصل معرکہ کا دن تو دہی دن تھا جس روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑھا جانے کو تھا یعنی

۳ر دسمبر ۱۹۰۷ء

حاضری آریہ مندر میں آج پانچ بجے ہی سے لوگ جانے شروع ہوئے اور یہ یقین ہو چکا تھا کہ ۶ بجے کے بعد جگہ کا ملنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جائیگا۔ چنانچہ ۶ بجتے بجتے آریہ مندر کا صحن اس کے کمرے اسکی گیلری اسکی چھت قریباً بھر چکی تھی۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ آج کے جلسہ کے لئے یہ مندر

بالکل ناکافی تھا

اور آریہ سماج کے ممبر باوجودیکہ جانتے تھے اور اس سے پہلے وہ لاہور میں حضرت اقدسؑ کے لیکچروں کی تقریب پر مخلوق کے اجتماع کو دیکھ چکے تھے پھر بھی وہ بہترین انتظام کرنے کے ناقابل رہے میں صحیح تعداد نہیں بتا سکتا مگر اتنا کہدینا ہی کافی ہے کہ اس سے پہلے کہ برہمو سماج کا مضمون ختم ہو جگہ نہ ہونے کیوجہ سے ٹکٹ داخلہ کی فروخت بند کرنی پڑی تھی اور آریہ سماج کے ناظم مجبور تھے کہ

امڈ آنے والی خلقت کے لئے دروازہ بند کردیں

روشنی کا انتظام کافی تھا۔ مگر سپیکروں کے بیٹھنے کے لئے کوئی موزون انتظام نہ تھا اور پلیٹ فارم جو اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ ایسا ناکافی تھا کہ اسپر صرف سپیکر ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ رپورٹروں کے لئے بھی کوئی انتظام نہ تھا حالانکہ ایسے بڑے جلسہ میں یہ انتظام ازبس ضروری تھا۔ مینے لالہ کدار ناتھ صاحب سکرٹری آریہ سماج لاہور کو جب اس نقص پر توجہ دلائی تو وہ بیچارے بجز افسوس کے ساتھ اس فروگذاشت کو تسلیم کرنے کے کچھ نہ کہہ سکے۔

مخالفت کے اشتہار اس امر کا بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفوں نے قلمی اشتہار چسپاں کر دیئے تھے کہ لوگ اس جلسہ میں نہ جائیں مگر ان اشتہار دینے والوں کو شاید شرم تو نہ آئی ہوگی جب انہیں یہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس قدر کثرت اور اژدہام تھا کہ تل دہرنے کو جگہ نہ تھی اور جلسہ کے ناظم ٹکٹ بند کر دینے پر مجبور تھے یہانتک کہ جب برہمو سماج کے وکیل اپنا مضمون پڑھ چکے تو کثرت کیوجہ سے لوگوں کا دم گھٹنے لگا۔ اور ناظمان جلسہ کو اوپر کا سائبان قدرتی فضا کے لئے چھوڑ دینا پڑا

برہمو کا مضمون ٹھیک ۶ بجے برہمو سماج کیطرف سے مضمون شروع ہوا۔ یہ مضمون شرو ع سے پرکاش دیوجی پڑہنے والے تھے مگر انکی ناسازی طبیعت کے باعث یہ مضمون لالہ رگھو ناتھ سہائے بی۔ اے۔ برہمو نے پڑھا۔ اور کچھ شک نہیں قابلیت کے ساتھ پڑہا۔

مضمون نگار نے اپنے مضمون کو ہادی یا پیغمبر کی ضرورت کی تمہید سے شروع کیا۔ اور اصل سوال کا جواب دیتے وقت کہا کہ اس سوال کا جواب بحیثیت برہمو ہونے کے یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد کے موافق بہت سی کتابیں الہامی ہیں اور ایک بڑی ضخیم الہامی کتاب صحیفہ نیچر ہے جو ساری کی ساری الہامی ہے جسکی ادہوری نقل کتابوں میں ہے۔

پھر اس سوال کا جواب دینے سے پہلے کہ ”الہامی کتاب کونسی ہے؟“ انہوں نے خدا تعالیٰ اور الہام کے متعلق عام اختلاف رائے بیان کیا اور خصوصیت سے دیوسماج کیطرف سے جو اعتراض ہوتے ہیں ان کا ذکر کیا گیا گو دیوسماج کا نام نہیں لیا۔

خدا تعالیٰ کے منکروں کے مختلف مغالطوں کے بعد مضمون نگار نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق اپنا یقینی عقیدہ بیان کیا اور ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا کہ کہ جسطرح ایک ہی شخص باپ۔ بیٹے۔ شوہر۔ بھائی۔ آقا وغیرہ مختلف حیثیتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے اسیطرح گویا اقوام عالم نے اپنی ودیا اور معرفت کے موافق خدا تعالیٰ کو سمجھا ہے اس سے خدا تعالیٰ کی نفی نہیں ہوتی۔

ازاں بعد الہامی کتابوں کے متعلق منکرین کے اس اعتراض کا ذکر کیا کہ جسطرح وہ خدا تعالیٰ کے انکار کے لئے مغالطے پیش کرتے ہیں ویسے ہی مانی ہوں الہامی کتابوں کو لیکر ان کے طریق عبادت اور خدا تعالیٰ کی صفات وغیرہ کی بیان میں ان کے باہمی اختلاف سے لازم آتا ہے کہ وہ ایک ہی ہستی کیطرف سے نہیں اس مغالطہ کو بھی اسی مثال کے ذریعہ رد کر کے کہا کہ

ہم برہمو سب الہامی کتابوں کو خواہ وہ اس ملک کی ہوں یا کسی اور کی سنسکرت کی ہوں یا عربی کی لاطینی کی ہوں یا یونانی کی انکو اپنی کتب مقدسہ تسلیم کرتے ہیں اور انپر جو ناجائز حملہ کیا جاتا ہے اس سے روکتے ہیں۔

بظاہر براہمووں کا یہ قول بڑا ہی خوش کن ہے اور آریوں کے مقابلہ میں تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ عملی معیار پر اگر براہمو پورے نہیں اترتے ایک طرف تو وہ کتب مقدسہ یقین کرتے ہیں لیکن دراصل وہ اپنے دل و دماغ کو ان کتابوں پر حکم قرار دے لیتے ہیں جو باتیں انہیں پسند آجاتی ہیں وہ لے لیتے ہیں اور باقی کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں ان کا یہ عقیدہ عملی نظر سے کوئی وقعت نہیں رکھتا تاہم آریہ سماج کے مقابل میں قابل قدر ہے اور صلحکاری کے لئے ایک تحریک کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے خدا تعالیٰ کی نسبت اپنی کمزور سی معرفت کا ذکر کیا اور اسی ضمن میں خدا تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ الہام قرار دیا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر وہ یقین جو عین الیقین کے رنگ میں ہوتا ہے وہ الہام ہی کے ذریعہ ہوتا ہے مگر براہمو لوگ الہام کو صرف اپنے ہی ضمیر کی آواز یا استشارہ قرار دیتے ہیں اور اس لئے وہ سچی معرفت اور حقیقی گیان کو حاصل نہیں کر سکتے۔

آخر میں صاف طور پر کہا کہ شروع میں انسانی دل میں گیان کی چنگاری روشن ہوتے ہی اس ضخیم کتاب پر نظر پڑی اور گویا عجائبات قدرت و مانقالات کائنات کو دیکھکر خدا تعالیٰ پر نظر پڑی جسکو ہمارا ناستک معترض کہتا ہے کہ انسان نے الیشر کو گھڑا ہے یہ عقیدہ جس شکل میں پیش کیا گیا ہے اس صورت میں ناستک معترض کا اعتراض وزندار ہے۔ اور یہ گویا خدا پر احسان ہے حالانکہ یہ بات غلط اور خطرناک گستاخی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اس لئے یہاں مجھے بحث کرنے کی حاجت نہیں آخر میں برہم سماج کا عقیدہ دربارہ الہامی کتب یوں ظاہر کردیا کہ دوسری الہامی کتابوں کو غلطی سے خالی اور کسی کو ختم المرسلین نہیں مانتے اور سلسلہ الہام کا دروازہ کسی خاص کتاب میں بند نہیں کر دیتے اور ابھی ابھی برہم دہرم کے بانی کیشب بابو دوندرناتھ۔ موزمدار وغیرہ کو اپنا ہادی اور مہاں پرش یعنی انکی تعلیم کو الہامی یقین کرتے ہیں۔

یہ ہے خلاصہ براہمو سپیکر کی تقریر کا۔ جو مینے اپنے طور پر لکھا ہے۔ برہم سماج کا یہ عقیدہ بہت سی غلطیوں اور کم فہمیوں کا مجموعہ ہے اور حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر میں ان سب باتوں کا جواب دیا گیا۔ ماسٹر رگھو ناتھ سہائے نے اپنا لیکچر ایک ہی گھنٹے میں ختم کر لیا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑہا جانے کو تھا مگر جیسا کہ میں اوپر کہیں لکھ آیا ہوں مندر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور نیچے اوپر کہیں تل دہرنے کو جگہ نہ تھی۔ آریہ سماج کے لیڈر رملا اور ناظمان جلسہ نے شامیانہ کو اتار دینا ضروری سمجھا۔ کیونکہ دم گھٹنے لگا تھا۔ چند منٹ اس مقصد کے لئے صرف ہوئے۔ اور

حضرت حکیم الامۃ پلیٹ فارم پر آئے۔ پلیٹ فارم پر آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ چاروں طرف ایک سناٹا اور خاموشی طاری ہوگئی اور لوگ ہمہ شوق منتظر بیٹھے تھے۔ حضرت حکیم الامۃ نے پوری بلند آواز سے لیکچر کو پڑھنا شروع کیا۔

لیکچر کا ایک ایک حرف اور جملہ باطل کو کچلتا ہوا تھا۔ جب کوئی آیت قرآنی آتی تھی تو مجلس پر ایک وجد سا طاری ہو جاتا تھا (میں نے اپنے کانوں ایک معزز اور اہل الرائے شخص سے سنا ہے جو اس نے ایک مشہور اخبار کے دفتر میں بیان کیا اور میں یہ بھی ظاہر کرتا ہوں کہ وہ احمدی نہیں) کہ

مولوی صاحب کی تلاوت قرآن مجید تو سخت سے سخت دلوں کو بھی ہلا دیتی ہے

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مرسلوں کا طرز بیان اور طریق خطاب دنیا کے دوسرے لوگوں کے طرز بیان سے بالکل الگ اور ممتاز ہوتا ہے دنیا کے خود ساختہ لیڈر اور ریفارمر جو کچھ کہتے ہیں اس میں ایک تکلف اور بناوٹ ہوتی ہے مگر خدا تعالیٰ کے مرسل جب بولتے ہیں تو انہیں ایک سادگی اور آمد ہوتی ہے نہ کہ آورد وہ گویا ایک مشین ہوتے ہیں اس میں ان کا اپنا کوئی دخل نہیں ہوتا اور علاوہ بریں وہ اپنی تقریر کے وقت ان تمام بیماروں اور بیماریوں کو مدنظر رکھتے ہیں جو عام طور پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں جن کے علاج اور اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ انہیں مامور کرتا ہے اس لحاظ سے ان کا بیان جامع اور مانع ہوتا ہے یہی وجہ ہے جو بعض احمقوں اور کلام الٰہی کے طرز بیان سے محض ناآشناؤں نے قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

آیتوں میں باہم ارتباط نہیں

ایک مضمون شروع کر کے اسے ختم نہیں کرتا اور دوسرا اس میں شروع کر دیتا ہے اگرچہ یہ یقینی امر ہے کہ آیات میں ایک محکم اور بلیغ ارتباط ہوتا ہے اور یہ امر قصور فہم کی وجہ سے معترضین کو معلوم نہیں دیتا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ حق کا کام باطل کو کچلنا ہوتا ہے اس لئے جس راہ سے باطل کو آتے دیکھتا ہے وہ ساتھ ہی ساتھ اس کو اور اس کے انڈے بچوں کو کچلتا ہوا چلا جاتا ہے جس طرح ایک تیز رو پانی جب بہتا ہے تو ہر قسم کے خس و خاشاک کو ادھر ادھر سے صاف کرتا ہوا نکلتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے ماموریں اور مرسلین کے کلام میں یہ ایک خصوصیت ہوتی ہے وہ اصل مقصد سے کبھی الگ نہیں ہوتے۔

بہر حال

ابتداً خدا تعالیٰ کی حمد اس رنگ میں کی گئی جس سے اس باطل اعتقاد کا رد مقصود تھا کہ خدا تعالیٰ نے روح اور مادہ کو پیدا ہی نہیں کیا گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ ادا کیا گیا جس کے عہد معدلت مہد میں مذہبی آزادی دی گئی ہے اس کے بعد نفس مضمون

دنیا میں کوئی الہامی کتاب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کون؟

پر بحث اٹھائی۔ اور اس کے ضمن میں فلاسفۂ الہام کے متعلق لوگوں کے عقائد کا ذکر کیا اور پھر الہام کے ماننے والوں میں ان کا ذکر کیا جو کہتے ہیں کہ اب نہیں ہوتا اس کے بعد اپنا مذہب الہام کے متعلق بیان فرمایا اسکے ضمن میں اسلام کی عالمگیر تعلیم اور تمام قوموں اور اقطاع عالم میں نبیوں کی بعثت پر لطیف بحث فرمائی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی ہدایت اور وحی کی شوکت اور جلال کو پر شوکت الفاظ میں ادا کیا۔ اور ثابت کیا کہ صرف صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جس کے ذریعہ اس زمانہ میں نبوت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

اسی بحث میں امن عامہ اور عام صلحکاری کی ہدایت فرمائی۔

قرآن کریم کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کی بحث نہایت ہی پر لطف تھی اس کا مقابلہ انجیل اور وید سے کر کے دکھایا گیا تھا اس کے بعد مسئلہ جہاد کے متعلق غلط فہمیوں کی اصلاح کر کے دکھائی گئی تھی اور ثابت کر دیا تھا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اور نہ اٹھائی جائے گی۔ جہاد کی بحث کے ضمن میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے متعلق جو یہ غلط خیال پھیلایا گیا تھا کہ وہ کافروں سے جنگ کرے گا اسکی اصلاح فرمائی۔ اور واقعی طور پر بتایا کہ وہ نشانات اور آیات کے ساتھ اسلام کو پھیلا رہا ہے۔ یہ سلسلہ ایک دانشمند اور دقیقہ رس انسان کی نظر میں باہم مربوط اور مسلسل ہے اور سلک گہر کی طرح ہم رشتہ ہے

اس کے بعد اس ضرورت پر بحث کی کہ الہامی کتاب کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر الہامی کتاب کے اخص امتیازی نشان کے بیان میں فرمایا کہ اس میں الٰہی طاقت ہو ازاں بعد وید کے دعویٰ قدامت پر دلچسپ تنقید فرمائی۔ اس کے بعد کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ

امتیازی نشان جو الہامی کتاب میں ہونا چاہیے وہ صرف قرآن مجید میں ہے

اور اس کے ثبوت میں ظاہر فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ طاقت ہے کہ اس کا سچا پیرو خدائی طاقت کے نمونہ معجزات کے رنگ میں دکھاتا ہے اور اس کے لئے اپنے باجود وجود کو پیش کیا اور ان کثیر التعداد نشانات اور معجزات میں سے بعض کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے

آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے ہیں

پھر قرآن شریف کے بعض دوسرے معجزات اور اسکی اعلیٰ اور اکمل تعلیم اور ہدایت کا ذکر فرمایا اور دوسرے مذاہب سے مقابلہ کر کے دکھایا جس کے ضمن میں نجات کی حقیقت بتائی اور اس کے ساتھ ہی شفاعت کی فلاسفی سمجھائی۔ اور گناہ سے بچنے کا ذریعہ بتایا کہ خدا تعالیٰ کی سچی معرفت اور اس پر حقیقی یقین ہو جو صرف قرآن مجید پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ لذیذ اور معرفت اور نور سے بھرا ہوا مضمون جس میں باطل کو ہر پہلو سے کچلا گیا تھا دس بجے کے قریب ختم ہو گیا۔ اخیر میں اس مضمون کے لکھنے کے وقت جو الہامات حضرت کو ہوئے تھے وہ درج تھے ان کے ترجمہ کے متعلق عام لوگوں نے خواہش ظاہر کی۔ جس پر حضرت حکیم الامۃ نے کھڑے ہو کر بیان فرمایا کہ جب ملہم نے ترجمہ نہیں دیا تو مجھے کوئی حق نہیں کہ میں ان کا ترجمہ کروں لیکن حاضرین کی پر زور خواہش اور آرزو کی بھی میں قدر کرتا ہوں اس لئے میں اپنے فہم اور سمجھ کے موافق ان کا ترجمہ سنا دیتا ہوں مگر یاد رہے کہ ملہم جس پر یہ وحی ہوئی ہے میرے اس ترجمہ کا پابند نہیں اور نہ اس پر یہ ترجمہ حجت ہو سکتا ہے اصل وہی ہوگا جو وہ خود پیش کریگا جب چاہیگا۔ یا یہ کہ جب خدا تعالیٰ اس پر کھولیگا۔ بہر حال ترجمہ حاصل بالمطلب کے طور پر یہ ہے۔

کہ تیرے مخالفوں اور منکروں نے تیرے خلاف جو منصوبہ کیا ہے اور چاہا ہے کہ تیری عظمت اور تیرے اقبال اور ان سچائیوں کو جو تو پیش کرتا ہے پامال کریں یاد رکھ وہ باریک در باریک تجویزیں اور منصوبے تیرے خلاف

کرتے ہیں اور کریں گے مگر وہ یقیناً یقیناً ان میں بامراد نہیں ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں حملہ کریں جس طرز سے حملہ کریں گے اسی رنگ میں نامراد رہیں گے تو میرے حضور میری روح کیطرح ہے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے گویا تیرے کلام اور بیان میں وہ اثر اور روشنی ہے کہ شیطانی باتیں اس کے سامنے ٹھیر نہیں سکتی ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ

حق آگیا ہے اور باطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا

ترجمہ کو لوگوں نے نہایت شوق سے سنا۔ اس کے بعد حضرت حکیم الامۃ نے اپنی جماعت کیطرف سے حاضرین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے نہایت توجہ۔ استقلال اور خاموشی کے ساتھ اس مضمون کو سنا اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اسپر غور کریں گے۔

پھر لالہ کاشی رام ویدجو پریسیڈنٹ تھے کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی فرمایا کہ میں ہنسی یا اعتراض کے رنگ میں نہیں کہتا بلکہ سچے دل سے کہتا ہوں کہ

جسطرح چیبر دو آریوں کے حق میں مرزا صاحب کی دعا قبول ہوئی ہے آپ ہمارے لئے بھی دعا کریں کہ ہم کو بھی ہدایت نصیب ہو

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مضمون کے متعلق عام رائیں مضمون ختم ہوچکا اور جلسہ برخاست ہوگیا تو ہیں عام رائے سننے کے لئے مجمع میں ادھر ادھر پھرنے لگا۔ عام طور پر مضمون کی پسندیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور لوگوں کی زبانوں پر تعریفی لفظ تھے۔

جبکہ مضمون پڑھا جاتا تھا ایک حصہ میں ایک نوجوان کہہ اٹھا کہ جو کچھ لکھا ہے سچ لکھا ہے پاس والے نے کہا کہ پھر اٹھو کر مسلمان ہو جاؤ۔

مختلف مذاق مختلف خیال کے لوگ مجمع میں موجود تھے ایک آریہ صاحب نے جو پلیٹ فارم کے پاس کھڑے تھے چند شخصوں کے سامنے جن میں پولیس کے رپورٹر بھی تھے کہا کہ اصل مضمون پر تو کچھ بھی بحث نہیں کی اس کے جواب میں ایک سکھ صاحب نے کہا یہ بالکل غلط ہے سارا مضمون اصل ہی مضمون پر تھا کونسا حصہ ایسا تھا جس کو تم بے تعلق کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اپنے دعوی پر بحث شروع کردی تھی سکھ صاحب نے فرمایا تم سمجھے ہی نہیں انہوں نے پہلے بیان کیا تھا کہ الہامی کتاب میں یہ قوت اور طاقت ہونی چاہیے کہ وہ امتیازی نشان دکھانے کی قوت اپنے پیروؤں میں پیدا کر دے۔ اور پھر انہوں نے کہا ہے کہ کامل اور اکمل کتاب قرآن شریف ہے اور وہ یہ قوت دیتا ہے چنانچہ مجھے قرآن شریف کی پیروی سے یہ طاقت ملی ہے اور مجھ سے یہ نشان ظاہر ہوئے ہیں اس لئے وہ منکرین کو دو ماہ کی دعوت بھی کرتے ہیں اسپر وہ آریہ صاحب بالکل خاموش ہوگئے۔

اصل یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اس مضمون کا اثر دلوں پر کیسا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے مامور نے جو بیج بویا ہے وہ رائیگاں نہیں جائیگا۔

پیسہ اخبار کی ناوانی پیسہ اخبار نے ۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کے جلسہ کے متعلق مندرجہ ذیل رائے دی ہے۔ ناظرین الحکم اس بات سے بے خبر نہیں کہ پیسہ اخبار سلسلہ عالیہ احمدیہ کا قدیم دشمن ہے اور اس لئے اس کے مشن میں خرمہ

فرق آجاوے اگر وہ مخالفت کا رنگ اختیار نہ کرے۔ بہر حال میں ذیل میں انکی رائے درج کرکے اسپر ریمارک کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

دہرم چرچا۔ مذہبی مباحثہ کا جلسہ بسرپرستی آریا سماج شہر لاہور ۳ دسمبر کی شام کو سماج مذکور کے مندر واقع وچھووالی میں ٹھیک ۶ بجے شروع ہوا اور ۱۰ بجے شب تک قایم رہا خلقت کا ہجوم پہلے دن سے کہیں زیادہ اور اس قدر عظیم تھا کہ مندر کا سارا صحن۔ دالان کمرے بالائی برامدے اور سب سے اوپر والی چھت کے کنارے لوگوں سے بھر گئے۔ اور کہیں تل دہرنے کو جگہ نہ رہی آخر کار گیٹ بند کر دینے پڑے اتنے بڑے انبوہ میں خوش انتظامی تو دشوار تھی۔ تاہم غنیمت ہے کسی قسم کی بدمزگی نہ ہونے پائی۔ کارروائی جلسہ کا افتتاح مسٹر روشن لال صاحب پریسیڈنٹ کی ایک مختصر تقریر سے ہوا اور پہلے گھنٹہ میں برہمو سماج کے ایک قایم مقام نے اپنا لیکچر بلند آواز سے پڑھا جو جملہ مذاہب کی کتب مقدسہ کو قابل قدر ماننے کے خیالات پر مشتمل تھا اس کے بعد حکیم مولوی نورالدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے بالترتیب ایک ایک گھنٹے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک مطبوعہ لیکچر جسکی ضخامت ۴۸ صفحہ تھی سنایا جسکے ابتدائی حصہ میں اسلام کی عالمگیر تعلیم صلح جوئی و امن پسندی پر قابل تعریف بحث کیگئی تھی اور مذاہب غیر کو توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اسلام جسطرح اپنے پیروؤں کو سابق پیغمبروں کی تعظیم اور کتب مقدسہ کی تکریم کا حکم دیتا ہے۔ اسیطرح وہ بھی بزرگان اسلام کو ناگوار لفظوں میں یاد کرکے مسلمانوں کا دل نہ دکھائیں۔ مگر چونکہ نصف لیکچر کے بعد سے مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ شروع ہوگئی تھی اور اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر و ناکافی بحث کیگئی تھی۔ اس لیے لوگوں کو وجہ شکایت رہی۔ اور حاضرین پر لیکچر کا وہ خوشگوار اثر نہ پڑسکا جو خالص مذہب اسلام و قرآن کے محامد و فضایل کے ذکر سے متصور تھا!

اسپر ہمارا ریمارک مضمون کے آخر میں منشی محبوب عالم صاحب نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ ایسی کوتاہ اندیشی اور ناواقفی پر مبنی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس لیکچر کو ہرگز نہیں سنا اور بغیر سننے اور پڑھنے کے ایسی رائے ظاہر کرنا ایڈیٹر پیسہ اخبار کی متانت اور منصب کے صریح خلاف ہے۔ منشی محبوب عالم کا یہ کہنا کہ اصل مضمون مقررہ پر بہت ہی مختصر اور ناکافی بحث کیگئی تھی ظاہر کرتا ہے کہ ان سے زیادہ اس سکھ نے ہی لیکچر کو توجہ سے سنا جس نے متذکرہ بالا آریہ کو جواب دیا ہے اس کا فیصلہ آسان ہے منشی محبوب عالم پیسہ اخبار میں اس لیکچر کو پورا چھاپ دیں ناظرین خود فیصلہ کرلیں گے کہ

جھوٹا کون ہے؟

اس سارے لیکچر کا نفس ناطقہ تو اسی سوال کا جواب ہے کہ الہامی کتاب کون ہوسکتی ہے؟

یہ لوگ ہیں جو اسلام کو ذلیل کرتے ہیں اور اس کو بدنام کرنے کی پروا نہیں کرتے چونکہ خود کچھ کر نہیں سکتے۔ لاہور کی حمایت اسلام یا کسی اور مجلس کے دل میں یہ جوش اور تحریک نہ ہوئی کہ اس میدان مقابلہ میں قرآن مجید کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرنے کے لئے سینہ سپر ہوکر نکلیں جو تھا اسکی مخالفت کے نتیجے یہ اسلام کے نادان دوست مادہ پر گئے مضمون کا ایک ایک جملہ ایک ایک سطر قرآن مجید کی عظمت و ...

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اعلان کر رہی ہے مگر اسلام کے نادان دوست کہ رہے ہیں کہ ناکافی بحث کی گئی ہے

اگر کوئی کافی بحث منشی محبوب عالم خود کرکے دکھادیتے تو انہیں ناکافی کہنے کا حق تھا مگر جیگر محلہ میں بیٹھے ہوئے رائے زنی کرنا ان کا ہی کام ہے۔ حضرت اقدس نے قرآن مجید کی خصوصیتوں اور امتیازی نشانوں میں سے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اپنے سچے متبعین کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ ان پر بھی خدا کا کلام اترتا ہے اور ان کو امتیازی نشان دیئے جاتے ہیں اور پھر اس صداقت کو نرے دعوے کے رنگ میں نہیں بیان کیا

بلکہ

اپنے وجود باوجود کو بطور آیت اللہ پیش کیا ہے کہ اس صداقت کا میں زندہ گواہ ہوں یہ خصوصیت ہے جو اسلام اور صرف اسلام ہی کو دیگئی ہے دوسرے مذاہب اس سے عاری ہیں اس کو پیسہ اخبار اپنے مشن کی تبلیغ کہتا ہے۔ اپنا مشن کیا ہے؟

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نبی اور زندہ کتاب ثابت کرنا۔ پھر اس تبلیغ سے بیزار کیوں ہوتے ہو؟ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر جیسے ہی لوگ تھے بلکہ اس کے رہنما اور گورو جنہوں نے قرآن مجید کے طرز بیان پر بھی حملہ کیا ہے واہ

سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

غرض لیکچر مذکور چند روز میں شایع ہو جائیگا اوس وقت پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو اپنی نادانی کا علم یقیناً ہو جائیگا کیونکہ اس وقت اس نے جو کچھ لکھا ہے خود سنکر بھی نہیں لکھا۔

یہاں میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس لیکچر کو کثرت سے شایع کریں تاکہ حق ظاہر ہو اور خدا کی مجید کتاب کی عظمت کا اظہار ہو۔ لیکچر کے لئے تمام درخواستیں مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نام بمقام قادیاں ہوں۔

۳۱ر دسمبر ۱۹۰۷ء کی روئداد

۳۱ر دسمبر ۱۹۰۷ء کو صرف آریہ سماج کا لیکچر تھا جس کے لئے ڈاکٹر چرنجیو بھاردواج مقرر ہوئے تھے اور ۷ بجے سے یہ لیکچر شروع ہونیکو تھا عام حاضری اگرچہ گذشتہ رات کی سی نہ تھی مگر معقول تھی۔ چونکہ مسلمانوں کو شب گذشتہ میں خاص طور پر کہاگیا تھا کہ آپ تشریف لائیں اس لئے مسلمان بھی کثرت سے موجود تھے۔

اور لیکچرار نے اپنا مضمون پڑھنا شروع کیا جس کو سنکر سخت مایوسی اور افسوس ہوا اول اس لئے کہ جن امور کا جواب بارہا مسلمانوں کیطرف سے دیا جاچکا تھا انہیں اعتراضوں کو انہوں نے دوہرانا شروع کیا۔ اور ابھی ۲ گھنٹہ بھی اس عالمگیر صلح اور امن کی ہدایتوں کو سننے پر نہ گذرے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیش کی تھیں مگر آریہ لیکچرار نے ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہ کرکے اور نہ اپنے اشتہار کو مد نظر رکھکر

مسلمانوں کے مسلم راستبازنبیوں پر حملے شروع کردیئے

انہوں نے اپنے اعلان اور دعوتی خطوط میں وعدہ کیا تھا کہ تہذیب اور شائستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا جاوے گا مگر مضمون پڑھتے وقت ان باتوں کو بھول گئے۔

جس دلیری اور بے باکی سے انہوں نے ناپاک حملے کیے ہیں انپر ایک مبسوط آرٹیکل کی حاجت ہے جو میں انشاءاللہ اگلی اشاعت میں لکھونگا۔ اور جسپر مقامی حکام کی سخت توجہ بکار ہے۔

آریہ سماج نے مسلمانوں پر سخت ظلم کیا ہے کہ انہیں اپنے گھر بلاکر اور ان کا بہت سارو پیہ خرچ کراکر ان کے مقدسوں کو گالیاں دیں اور انکی سخت دلشکنی کرکے اونہیں روحانی دکھہ پہونچایا۔ آریہ سماج کی یہ حرکت سخت نفرت کے قابل ہے اس سے مضمون کا اندازہ ہو سکتا ہے میں اگلی اشاعت میں انشاءاللہ مفصل لکھونگا:

ٹھیک ۹ بجے یہ گالیوں سے بھرا ہوا مضمون ختم ہوگیا جلسہ کے اختتام پر ایک صاحب نے اپنی چٹھی کے حوالہ سے تین منٹ مانگے مگر اس کو نہ دیئے گو بحالیکہ اس نے بہت زور دیا۔ وقت نہ دینے کے مباحثہ پر تو دس منٹ سے زیادہ گذر گئے مگر اسے تین منٹ نہ دیئے گئے۔

جو حق پسندی پر صریح ظلم ہے

بہرحال جس محبت اور صلح کے ساتھ آغاز ہوا تھا نہایت خطرناک کینہ اور عداوت کو آریوں نے پیدا کرکے اس جلسہ کو ختم کیا جس کے نتائج اچھے نہیں ہو سکتے۔

زلزلہ کا دھکا

۳۱ر دسمبر ۱۹۰۶ء کی رات کو حضرت اقدسؑ کے مضمون میں زلزلہ کی پیشگوئیاں پڑھی گئیں اور ۴ر دسمبر ۱۹۰۶ء کو ۱۲ بجے کے قریب سخت دھکا لگا۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ دھرم سالہ میں ۴ر دسمبر کو ۱۲ بجے دن کے زلزلہ کا زور کا جھٹکا محسوس ہوا۔ جس سے لوگ سراسیمہ ہوکر گھروں سے باہر نکل گئے معلوم ہوتا ہے کوہستان کانگڑہ میں زور کا زلزلہ آیا ہوگا جس کے سبب سے کئی پہاڑ پھٹ گئے۔ سات مختلف مقامات سے ملبہ میں سے دھوئیں کے بادل اٹھے جو پاؤ گھنٹے تک رہے۔ اس زلزلہ سے چمبہ میں بہت نقصان ہوا۔ نگروٹہ کے قرب میں بہت سے گھر گر پڑے ہیں۔

تازہ الہامات

مندرجہ ذیل الہامات حضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ السلام کو اس لیکچر کی تصنیف کے وقت ہوئے جو ۳۱ر دسمبر کو لاہور میں پڑھا گیا

انت منّی بمنزلۃ النجم الثاقب یعنے تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارہ کے ہے جو قوت اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ اور یہ ساڑھے پانچ بجے صبح کا وقت تھا روز دوشنبہ ۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء۔

انّما صنعوا کید ساحرٍ ولا یفلح الساحر حیث اتٰی۔ انت منّی بمنزلۃ روحی۔
انت منی بمنزلۃ النجم الثاقب۔
جاء الحق وزھق الباطل۔

سوڈانی عرب

ہر ایک زمانہ میں سوڈان کے عربی قبایل اپنے خلقی اوصاف کیوجہ سے دنیا میں مشہور رہے ہیں چونکہ ان کا ملک بہت گرم ہے اس لئے مصری اور شامی عربوں سے اپنے رنگ وخط وخال میں امتیاز رکھتے ان کے چہرہ کا رنگ نہایت درجہ پر گندم گون ہوتا ہے اور بال بڑے بڑے ہوتے ہیں ان کی عورتوں کا رنگ بیشتر گندم گون ہوتا ہے یا کچھ گندم گون زردی مایل رہتا ہے مصر کے آثار قدیمہ کے عجایب خانہ میں ملکہ ایتھوپیا آمن رائیس کا سٹیچو بالکل سوڈانی عورتوں کے خط وخال کا نمونہ ہے۔

زیب وزینت | ہر ایک قبیلہ کے لوگ زیب وزینت کے اعتبار سے باہمی امتیاز رکھتے ہیں۔ اپنے رخساروں پر نقطہ دار لکیریں کھینچنا خاص زینت میں شمار ہوتا ہے۔ نیز ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے نوعیت ہیں گو متحد ہو مگر کیفیت میں کچھ نہ کچھ فرق رکھتا ہے جسکی وجہ سے باسانی دیکھتے ہی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ فلاں شخص کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ قبیلہ شایقیہ کے مرد اپنے دونوں رخساروں پر تین تین افقی لکیریں کھینچتے ہیں۔ قبیلہ عمودی بھی تین ہی لکیریں کھینچتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انکی لکیریں عمودی ہوتی ہیں۔ قبیلہ عابدلاب تین لکیریں کھینچنے کے بعد نیچے ایک افقی خط کھینچ دیتا ہے جس کا مونہہ زیادہ چوڑا ہوتا ہے اس کے رخساروں پر بجائے تین کے چار خط ہوتے ہیں۔ عورتوں کا حال اس سے جداگانہ ہے جس عورت کا کوئی بچہ نہیں جیتا۔ وہ اپنے چہرہ پر خفیف خفیف خطوط کھینچتی ہے۔ اور دوسرے قبایل انہیں تینوں مذکورہ قبایل کی پیروی کرتے ہیں۔ نوبہ اور بربری لوگ بھی یہی کرتے ہیں۔ عام طور پر چہروں کو لکیر دار کرنا اور ہونٹوں کو رنگنا خوبصورتی میں داخل سمجھا جاتا ہے۔

خوبصورت مرد | ان کے مذاق میں خوبصورت مرد وہ کہلاتا ہے جو میانہ قامت گندمی رنگ۔ کشادہ سینہ۔ متوسط کمر۔ طویل گردن۔ پست شانے۔ دندار یدار رخسارے چکنی بلند ناک سامنے کے کھلے ہوئے دانت۔ کشادہ ابرو۔ شریف عادات کا ہو۔

حسین عورت | حسین عورت وہ ہے جو میانہ قامت مایل بطول ہو۔ رنگ زردی مایل۔ گیسو دراز۔ آنکھیں سیاہ۔ پلکیں دراز۔ ستواں ناک۔ متوسط ہونٹ جو رنگ سے منقش ہو۔ گردن لمبی۔ سینہ چوڑا اور زیادہ ابھرا ہوا۔ پتلی کمر۔ انگلیاں باریک۔ چھوٹے پاؤں۔ نرم بدن والی ہو۔ رقص کیحالت میں اگر پیچھے کیطرف جھکتا ہو تو سر قدم تک پہنچ جائے۔ چلنے میں شاخ درخت کیطرح لچک پیدا ہو۔ اور خندہ رو ہو۔ الجیریا کی عورتیں سوڈانی نقطہ خیال سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں۔

اخلاق | عربوں کے عادات واخلاق کیطرح سوڈانی عرب بھی ضیافت وکرم ومروت اور جرأت وشہامت میں مشہور ہیں۔ عزت وآبرو کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کینہ اور حسد ہمسایوں کی حفاظت نسب پر فخر کرنا اُن کا خاص شیوہ ہے۔ موت کو بڑی حقارت اور بے پروائی سے دیکھتے ہیں۔

اگر قحط پڑتا ہے اور بھوکہہ کا غلبہ ہوتا ہے تو ایک سوڈانی عرب اپنا دروازہ بند کر کے بال بچوں سمیت گھر میں بیٹھ جاتا ہے اور تڑپ تڑپ کر مرجاتا ہے مگر کسی سے سوال کرنے کی ذلت برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر کسی مریض کی حالت سخت درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ اپنی تکلیف کا اظہار ہرگز نہیں کرتا۔ اگر کسی کو زخم لگ جائے تو وہ اپنی بیقراری اور صدمہ کا اظہار مونہہ تک نہیں لاتا۔ اگر کسی کو قتل کے لئے ماخوذ کیا جاتا ہے تو وہ مطلق موت سے ہراساں نظر نہیں آتا۔ اگر کسی مریض نے تکلیف ظاہر کی یا درد سے چیخ اٹھا یا موت سے آہ وبکا کی۔ تو اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے اپنے باپ کی بزدلی پر مطعون کیجاتی ہے۔ اگر راستہ میں کوئی سوڈانی جارہا ہے۔ اور دفعۃً اُس کے پیچھے شور وغوغا بلند ہو تو وہ یہ نہیں کرتا کہ جاتے جاتے سر موڑ کر دیکھے۔ بلکہ بڑی پھرتی سے پیچھے کیطرف مڑجاتا ہے کہ گویا وہ جنگ کے لئے تیار ہے اگر پیچھے سے کوئی کتا پاؤں میں لپٹ کر کاٹ کھاتا ہے تو یہ بزدلی کی بات ہے کہ وہ اسے ہٹائے۔ بلکہ کوئی دوسرا رہگذر اگر آگیا تو وہ کتے کو مار کر بھگا دیتا ہے۔

ان کے نزدیک یہ بڑے عیب میں داخل ہے کہ قتل سے بھاگنے کی کوشش کیجائے۔ اگر کسی نے کوئی جرم واجب القتل کیا تو وہ ایسی جگہ پر نہایت صبر واستقلال کے ساتھ موت کا منتظر کھڑا رہتا ہے

قبیلہ ضبیانہ کی ایک روایت مشہور ہے کہ عبدالرسول نامی ایک سوڈانی عرب کو اپنی بیوی سے عشق تھا۔ اور اسکی بیوی کو اُس کے ماموں سے بڑی نفرت تھی۔ اُس نے عبدالرسول کو آمادہ کیا کہ اُسے قتل کرے۔ چنانچہ ایک دن موقع پاکر عبدالرسول نے اپنے ماموں کا کام خنجر سے تمام کردیا اور اُس کی لاش کی جگہ منتظر کھڑا رہا۔ کہ اس کے بھائی بدلہ لیں۔ تمام بھائی اور بہنیں جمع ہوگئیں مگر چونکہ قاتل عبدالرسول عزیز قریب تھا۔ لہذا اسپر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے۔ اتنے میں عبدالرسول کی ماں آئی اور اپنے بھائی کی لاش پر گریہ وبکا کرنے لگی۔ اور اپنے بیٹے عبدالرسول سے مخاطب ہوکر کہا کہ اگر تو میرا اور اپنے باپ کا بیٹا ہے۔ تو اپنا کام تمام کرے۔ فوراً اُس نے خنجر سے اپنا کام اُسی جگہ ختم کرڈالا۔ جب جاکے اُسکی ماں کو تسکین ہوئی اور اپنے بیٹے کی بڑی تعریف کی۔ الغرض دونوں لاشیں ایک ہی قبر میں دفن ہوئیں۔ میدان جنگ سے بھاگ جانا ان کے نزدیک خواہ مقتضائے وقت ہی کیوں نہو۔ مگر بڑی حقارت اور ذلت سے دیکھا جاتا ہے اگر کسی قبیلہ کو شکست ہوگئی تو یہ نہیں ہوتا کہ بچے کھچے لوگ بھاگ جائیں۔ یا لڑتے ہوئے بھاگیں۔ فوراً اپنے گھوڑے کو قتل کرکے زین وفرش بچھا کر بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دشمن آکر اس کا کام تمام کردیتا ہے۔ وادی نیل کے عرب اور مشرقی سوڈان کے قبیلے بھی یہی عادت رکھتے ہیں۔ مغربی سوڈان میں البتہ دستور ہے کہ اگر موقع اسی کا آجائے تو بھاگ جانا ہوشیاری میں داخل ہے۔

عورتوں کی عزت اور احترام اُن کے دلوں میں بہت ہے۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے سامنے جاکر اپنا برقع اتار دے اور اُس سے اپنی ضرورت کے لئے مدد مانگے تو اسپر فرض ہے کہ سب سے پہلے اُسکی فرمایش پوری کردے خواہ کتنی مصیبت کیوں نہ برداشت کرنی پڑے مگر کام سے مونہہ نہیں موڑ سکتا۔

ضیافت اور مہمانداری کا یہ حال ہے کہ ہر ایک مقام پر ایک چھوٹا سا مکان مہمانوں کے قیام کے لئے بنا رہتا ہے۔ ہر ایک مہمان کو وہیں ٹھہراتے ہیں اگر کوئی مسافر آگیا تو بڑی برکت سمجھی جاتی ہے اور ہر ایک گھر میں ایک عید مچ جاتی ہے۔ لوگ جوق جوق مسافر کے پاس مبارکباد دینے کے لئے دوڑے آتے ہیں